محمد جعفر پھلواروی

تاثرات

ادارۂ ثقافت اسلامیہ نے تھوڑے عرصے میں جو دینی و علمی خدمات انجام دی ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں۔ شاید ہی کوئی ادارہ ہو جس نے اتنی مختصر مدّت میں اتنے گراں قدر کام کیے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ فقط پاکستان و ہندوستان میں بلکہ یورپ اور امریکہ تک کے علمی حلقوں میں اس ادارے کی خدمات کو سراہا گیا ہے۔ ہمارے رفقاء میں کوئی شخص مجدد و امام ہونے کا مدعی نہیں اور نہ ہم نے بے خطا ہونے کا کبھی دعوٰے کیا ہے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ کسی مسئلے میں ہماری جو دیانت دارانہ رائے یا تحقیق ہوتی ہے اسے نقلی و عقلی دلائل کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم یہاں تک پہنچ سکے ہیں۔ آگے لے چلنے کی نوازش کوئی اور صاحب فرمائیں۔ لیکن کچھ محترم حضرات ایسے بھی ہیں جن کو ہماری خدمات پسند نہیں۔ ان سے ہمیں شکایت کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ یہ بھی اپنی شکایت میں مخلص ہو سکتے ہیں۔ ہاں ہمیں ان سے اگر شکایت ہے تو صرف یہ کہ ان کی شکایت کا انداز صحت مند اور وزنی نہیں ہوتا۔ کبھی وہ عوام کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی صرف طنزیات پر اکتفا فرماتے ہیں۔ تنقید کا انداز یہ ہونا چاہیے کہ فلاں ترجمہ غلط ہے، فلاں حوالہ درست نہیں اور فلاں استدلال صحیح نہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب محض طعن و طنز سے دلیل کا کام لیا جائے تو اس کا علمی جواب ہی کیا دیا جا سکتا ہے؟

یہ عجیب منطق ہے کہ اگر ہم کوئی نہایت معقول بات کہیں تو اس کے خلاف پورا زورِ قلم صرف کر دیا جاتا ہے اور اگر بالکل وہی بات کسی نے ایک دو صدی پہلے کہی ہو تو وہ بالکل قابلِ قبول تسلیم

کر لی جاتی ہے اور اس کی تعریفوں کے پُل باندھ دیے جاتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں اکابر پرستی۔ دوسری عجیب منطق یہ ہے کہ ایک بات ان کے حلقے کے کسی فرد کی زبان یا قلم سے نکلے تو وہ نعرہ ہائے تحسین سے آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں اور وہی بات کسی دوسرے حلقے کا آدمی کہے تو اس کے خلاف طوفان برپا کر دیتے ہیں۔ اس کا نام ہے شخصیت پرستی یا گروہ بندی۔

ان دونوں باتوں میں بعض حضرات کو کمال حاصل ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے اپنی ایک کتاب "الدین لیسُر" میں امام ابوبکر رازی جصاص کی ایک عبارت نقل کی تھی جس کا مفاد یہ تھا کہ بعض فقہاء کے نزدیک نکاح صرف انہی مشرکہ عورتوں سے حرام ہے جو برسرِ جنگ ہوں کیونکہ ایسے نکاحی تعلق سے قتال کرنے میں ڈھیل پیدا ہو سکتی ہے۔ اور ذمّی مشرکات سے نکاح کی ممانعت نہیں .... نیز اس صورت میں برسرِ جنگ اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح بھی ناجائز ہونا چاہیے۔

اس پر "معارف" (اعظم گڑھ) نے ایک طوفان اٹھا دیا اور اسے تحریفِ دین قرار دیا حالانکہ وہ بات میرے قلم سے نہ نکلی تھی۔ صرف جصاص کی عبارت نقل کی تھی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد "معارف" ہی نے حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کی عبارت نقل فرمائی جس میں ہندوؤں کو اہلِ کتاب قرار دیا گیا تھا اور ان کی بت پرستی تک کی یہ تاویل کی گئی تھی کہ یہ ایسی ہی چیز ہے جیسے صوفیوں کے ہاں تصورِ شیخ ہوتا ہے۔ مقالہ نگارِ معارف نے اسے وسیع المشربی اور کمالِ علم و فضل وغیرہ قرار دیا۔ اس پر ہم نے اہلِ معارف سے سوال کیا تھا کہ یہ کیا منطق ہے کہ "الدین لیسُر" کی عبارت تو تحریفِ دین ہو اور اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر جو بات ڈیڑھ صدی پہلے کوئی لکھ دے وہ وسیع المشربی کہلائے؟ اس کا جواب انھوں نے نہ دیا اور نہ دے سکتے تھے۔

ایک دوسرے موقعے پر مولانا عبدالماجد دریابادی نے ہم پر اپنی شدید خفگی کا اظہار اس لیے بھی کیا تھا کہ ہم نے بلا ضرورت تعددِ ازدواج پر پابندی لگانے کی حمایت کی تھی۔ لیکن خدا کی شان دیکھیے کہ اسی حلقے کے ایک مردِ مجاہد مولانا عبدالسلام ندوی رحمہ اللہ نے ہماری تائید کی اور اپنی زندگی کا آخری مضمون لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیا جسے ہم نے ماہنامہ ثقافت میں شائع کر دیا۔